بانی: مجتہد العصر محدث دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 10 شعبان 1431ھ 23 تا 29 جولائی 10ء | شمارہ 29

فون: 7656730
فیکس: 7659847

ید اللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

دنیا کو اسلام اور مسلمانوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں: امام کعبہ

مغربی ملکوں میں مسلمان وہاں کے قوانین کا احترام کریں!

(لندن) میں مسجد الحرام کے امام شیخ عبدالرحمان السدیس نے کہا ہے کہ دنیا کو اسلام اور مسلمانوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اسلام امن، بھلائی اور برداشت کا پیغام دیتا ہے۔ عرب نیوز کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے یہ بات برطانوی اکاؤنٹی لنکا شائر کی توحید الاسلام مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے کہی ہے۔

شیخ عبدالرحمان السدیس نے کہا ہے کہ مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کو وہاں کے قوانین کا احترام کرنا چاہیے اور ایسے اقدامات سے گریز کرنا چاہیے۔ جس سے سلامتی اور استحکام کو نقصان پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہیے جس کے مطابق انہوں نے اپنے یہودی ہمسایوں کے ساتھ بھی بہتر تعلقات قائم رکھے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو اسلام سفیروں کے طور پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

[بشکریہ: روزنامہ نوائے وقت 19 جولائی 2010ء]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

حافظ نصر اللہ بھٹی

﴿زبان﴾

زبان اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اس کے ذریعے انسان چاہے تو اپنی آخرت کے لیے نیکیوں کے خزانے جمع کر سکتا ہے اور چاہے تو اپنی آخرت تباہ کر سکتا ہے۔ یہی زبان ہے کہ مٹھاس اور محبت سے دشمن کو دوست بنا لیتی ہے اور یہی زبان ہے جو کہ تلخ بیانی اور سخت کلامی کی وجہ سے دوست کو دشمن بنا دیتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ: ''تلوار کا زخم مٹ سکتا ہے مگر زبان کا زخم نہیں مٹ سکتا''

عقل مندوں کا قول ہے کہ ''پہلے تولو پھر بولو'' بغیر سوچے سمجھے گفتگو کرنے سے بہت سی باتیں ندامت و پریشانی کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح انسان اپنی معاشرتی زندگی میں اپنا وقار کھو سکتا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انسان کے عیب و ہنر کا معیار اس کی گفتگو ہے۔''

یوں تو زبان دو جبڑوں کے درمیان گوشت کا چھوٹا سا لوتھڑا ہے مگر انسان چاہے تو اس سے مروت و محبت کے پھول کھل سکتے ہیں۔ کسی کے دکھتے زخموں پر مرہم بھی لگایا جا سکتا ہے اگر انسان چاہے تو زبان سے فتنہ فساد کے شرارے بھی بھڑکا سکتا ہے اس سے افراد اور قوموں کو لڑایا جا سکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے زبان کی حفاظت پر بہت زور دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا: اسے قابو میں رکھو۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جس کے ذریعے ہم کلام کرتے ہیں کیا اس کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جو دوزخ میں اوندھے منہ گرائے جائیں گے وہ اس زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی ہی تو ہے۔ [ترمذی]

اور بعض دیگر مواقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں بہترین وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں'' [متفق علیہ]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں'' [متفق علیہ]

''آدمی جب صبح سو کر اٹھتا ہے تو اس کے سارے اعضاء زبان سے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا کہ ہمارا مدار تجھ پر ہے۔ تو سیدھی رہی تو ہم بھی سکون سے رہیں گے، اگر تو ہی لڑکھڑا گئی تو ہماری بھی کم بختی ہے۔'' [ترمذی]

''بعض اوقات انسان بلا سوچے سمجھے ایسی بات منہ سے نکال بیٹھتا ہے کہ وہ بات اسے مشرق و مغرب کے فاصلہ سے زیادہ دوزخ کی گہرائی میں پہنچا دیتی ہے۔'' [متفق علیہ]

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

جماعت اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ **تنظیم اہلحدیث** لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 29
10 شعبان ☆ 1431ھ
23 جولائی ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں تقریب بخاری

ازقلم: پروفیسر میاں عبدالمجید، ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان

مورخہ 16 جولائی 2010ء جمعۃ المبارک ''جامعہ اہلحدیث'' چوک دالگراں لاہور میں تقریب تکمیل بخاری شریف کے اشتہارات ملک کے اطراف اکناف میں لگائے جا چکے تھے۔ تنظیم اہلحدیث کے ذریعے بھی اس پروگرام کی تشہیر کی جاچکی تھی۔ ابنائے جامعہ اور مختلف علماء کرام جو روپڑی خاندان سے روحانی فیض یافتہ ہیں وہ سال بھر اس تقریب کا انتظار کرتے ہیں۔ امام العصر حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے اس جامعہ کی بنیاد ہندوستان کے روپڑ شہر میں رکھی اور 1914ء میں اس جامعہ کی پہلی تقریب تکمیل بخاری منعقد ہوئی۔ یوں یہ تقریب جامعہ کی 96ویں تقریب بخاری تھی۔ مسجد قدس کئی روز سے فلیکس کے رنگ برنگ بینروں سے آراستہ کیا جارہا تھا۔ انتظامات کے سلسلے میں جامعہ کے طلباء اور اساتذہ کی ڈیوٹی لگ چکی تھی 15 جولائی بعد نماز عشاء مدیر جامعہ حافظ عبدالغفار روپڑی کی زیر صدارت انتظامات کو حتمی شکل دینے کے لیے آخری اجلاس منعقد ہوا اجلاس کے ختم ہوتے ہی مشفق اساتذہ کی نگرانی میں مستعد طلباء مسجد کے صحن میں شامیانوں کی تنصیب اور صفائی کا کام شروع کردیا۔ راتوں رات مسجد اور جامعہ کی ساری عمارت کو شیشے کی طرح چمکا دیا گیا۔ تقریباً 10 بجے دن سیکورٹی کی مخصوص یونیفارم میں ملبوس امیر طلباء عبدالقادر اور عبدالحنان و دیگر طلباء نے مسجد کے صدر دروازے اور مسجد کے دیگر حصوں میں سیکورٹی کی ڈیوٹی سنبھال چکے تھے۔ مشتاقان توحید و سنت قافلوں کی شکل میں جوق در جوق آرہے تھے۔ علماء کرام کی آمدرات سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ راقم الحروف رات ساڑھے دس بجے پہنچا تو جامع ابی بکر الاسلامیہ کراچی کے شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صدیقی خرابی صحت کے باوجود تشریف لا چکے تھے مولانا محمد شریف حصاروی خطیب مسجد بیت الحمد کراچی نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان بھی پہنچ چکے تھے۔ تقریب کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہونا تھا۔ جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلباء تقریب کی خوشی میں نہا دھو کر صاف ستھرے لباسوں میں ملبوس آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لیے نہایت مستعدی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ افسر مہمانداری کی ذمہ داری ناظم دفتر جناب شہادت طور نے سنبھالی ہوئی تھی جو ہر آنے والے مہمان کو اپنی مخصوص دلآویز مسکراہٹ سے خوش آمدید کہتے مصافحہ و معانقہ کے بعد حسب مراتب اس کی نشست و برخاست اور اس کے اکل و شرب کا انتظام کرتے یوں تمام اساتذہ انتظامات کی نگرانی میں مصروف تھے۔ لیکن مولانا عبداللطیف اور قاری فیاض احمد کا جوش و خروش دیدنی تھا طلباء بھی خدمت میں مصروف لیکن کامران، محمد خالد ننگل پوری تو ایک لمحہ آرام کیے بغیر مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ ٹھیک 12:30 بجے قاری عبدالرحیم کلیم نے خطبہ جمعہ کا آغاز کیا خطبہ سے قبل مسجد کا ہال، برآمدہ اور کافی حد تک صحن بھی نمازیوں سے بھر چکا تھا۔ قاری عبدالرحیم کلیم نے خطبہ مسنونہ کے

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی: مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	6
تفسیر سورۃ آل عمران	7
سنگ بنیاد	10
مولانا ادریس ہاشمیؒ سے	11
صوفی محمد عبداللہ وزیر آبادیؒ	13
کردار قیادت اور دور اندیشی	15

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ''تنظیم اہلحدیث'' رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

بعد توحید باری تعالیٰ کے پاکیزہ اور اہم موضوع پر اپنی تقریر کا عنوان بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش الحانی سے وافر حصہ دیا ہے۔ وہ اپنی تقریر میں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا ذکر کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ حضرت حافظ صاحب دوران تقریر جس پرزور آواز میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے آج قاری عبدالرحیم کلیم بھی حافظ صاحبؒ کی طرح قرآن مجید کی آیات کثرت سے تلاوت کررہے تھے اور سامعین کی حلاوت قرآن کی بنا پر سبحان اللہ کا ورد زبان بنا ہوا تھا اب صحن مسجد کا بھر چکا تھا قاری صاحب نے اعلان کردیا کہ نو تعمیر شدہ جامعہ کی عمارت تہہ خانہ میں نمازیوں کے لیے جگہ ہے آج مسجد قدس اپنی وسعت کے باوجود نمازیوں سے تنگ دامنی کا مظاہرہ کررہی تھی تہہ خانے کے باوجود مسجد کے اطراف واکناف میں نمازیوں کا اژدھام تھا۔

نماز جمعہ کے بعد اگلی نشست کا اعلان ہوا نماز عصر کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ خان عفیف نے امام بخاریؒ کی سیرت پر شاندار خطاب کیا۔ اور ڈاکٹر مولانا عبدالرشید اظہر نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس دیا۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد دوسری نشست کا اعلان ہوا جو جامعہ کا نصاب مکمل کرنے والے طلباء جو آج علماء بننے والے تھے اپنے استاد سے آخری سبق پڑھنے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ تکمیل نصاب پر ان کا جوش ولولہ اور اندرونی خوشی دیدنی تھی۔

مولانا مفتی عبیداللہ عفیف جو کہ تقریباً 41 سال سے بخاری شریف پڑھا رہے ہیں آج بھی اپنے خطاب میں اپنے تدریسی تجربات سے طلباء کو بخاری شریف کے راویان صحابہ اور ان سے مروی روایات میں بڑے تحقیقی انداز میں راوی کے مقام ومرتبہ اور اس کی روایت کردہ حدیث کے مقام واہمیت پر اور بخاری کی احادیث کی تعداد مکررات مختلف ابواب میں احادیث کے تکرار اور مختلف صحابہ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد کے اسباب اپنے انداز میں بیان فرمارہے تھے انہوں نے امام بخاریؒ پر لگائے گئے متعدد من گھڑت اور جھوٹے الزامات کا مکمل دفاع کیا بالخصوص خلق قرآن اور امام شافعیؒ کے مقلد ہونے کے الزام کی مدلل تردید کی۔ ان کے بعد استاد الاساتذہ حافظ عبدالرشید اظہر ڈائریکٹر مکتب الدعوۃ والارشاد اسلام آباد نے بخاری شریف کی آخری حدیث پر اپنے مخصوص علمی وتحقیقی انداز سے خطاب شروع کیا ان کے خطاب کے شروع ہوتے ہی طلباء اور علماء کی کثیر تعداد نے کاغذ قلم سنبھال لیے کیونکہ حافظ عبدالرشید اظہر حدیث کے موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں ان کا مطالعہ اتنا عمیق ہے کہ علماء ان کی تقریروں کے دوران نوٹس لیتے ہیں۔ نماز مغرب سے چند منٹ قبل ان کا یہ علمی وتحقیقی ایمان افروز درس مکمل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی لاؤڈ سپیکر پر اعلان کیا گیا کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کھانے کا وقفہ ہے۔ سامعین کے لیے جامعہ کی طرف سے پرتکلف عشائیہ کا انتظام تھا۔ بلاشبہ لیاقت باورچی نے عوام الناس اور علماء کے کھانے کو اپنی محنت اور مہارت سے بہت لذیذ بنایا تھا۔ بعد نماز عشاء اہلحدیث کانفرنس کا آغاز ہونا تھا نماز عشاء حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب نے پڑھائی تو مسجد کا صحن نمازیوں سے بھرا ہوا تھا نماز کے بعد باقاعدہ کاروائی سے قبل مولانا محمد رفیق طاہر، ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث نے واقعہ معراج اور حافظ عطاء الرحمٰن بن شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ نے توحید باری تعالیٰ پر خطاب فرمایا۔ اجلاس کی باقاعدہ کاروائی حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کی زیرصدارت میں شروع ہوئی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم الحروف نے ادا کیے۔

سٹیج پر امام العصر حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ کے فرزند ارجمند جناب حافظ محمد جاوید روپڑی صاحب جو کہ ضعیف العمری اور متعدد عوارض کا شکار ہونے کے باوجود خطبہ جمعہ سے قبل تشریف لاچکے تھے۔ سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ جناب حافظ حامد سلمان روپڑی جو کہ امریکہ سے تشریف لائے تھے رونق افروز تھے۔ مولانا جابر حسین مدنی مدیر مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد، حافظ عابد سلمان روپڑی، مولانا عبداللطیف حلیم، حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم نشرواشاعت جماعت اہلحدیث پاکستان اور کثیر تعداد میں علماء کرام موجود تھے۔ کاروائی کا آغاز قاری شاہد محمود عاصم نے قرآن مجید کی تلاوت سے کیا۔ اس کے بعد قاری طاہر اقبال نے نظم پیش کی اور پھر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے مولانا شریف حصاروی نائب امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے حجیت وحدیث کے موضوع پر نہایت عالمانہ خطاب فرمایا دوران تقریر حاضرین سے مختلف سوالات کرکے انہیں مسلسل ذہنی طور پر بیدار رکھا انہوں نے علم بالحدیث اور روپڑی خاندان کی اس سلسلے میں کاوشوں کا تفصیلی ذکر کیا۔

ان کے بعد شیخ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی جناب مولانا محمد یونس صدیقی کا خطاب شروع ہوا۔ انہوں نے جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کو ان کی تدریسی، دعوتی اور تبلیغی ذمہ داریوں سے کماحقہ آگاہ کیا اور انہیں احساس دلایا کہ آج اس جامعہ سے پندرہ طلباء تحصیل علم سے فراغت کے بعد دعوت کے علمی میدان میں قدم نہیں رکھ رہے بلکہ یہ پندرہ مدارس ہیں جو قائم ہوئے ہیں۔ ہمارے اسلاف میں بھی ہر عالم ایک مدرسہ ہوتا تھا اسی طرح یہ علماء بھی اپنی اپنی جگہ ایک ایک مرکز ہیں۔ ان کے نہایت فکر انگیز خطاب کے بعد مولانا عبدالغفار مدنی کا خطاب شروع ہوا۔ انہوں نے سیرت طیبہ سے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کی تبلیغی، دعوتی مساعی جملیہ کے ساتھ ساتھ آپ کی جہادی زندگی کا تفصیل سے تذکرہ فرمایا ان کا خطاب اس قدر پرتاثیر تھا کہ جب انہوں نے اختتامی کلمات کہے تو ان سے کہا جارہا تھا کہ اپنا خطاب جاری رکھیں۔ اس کے بعد اب نتائج کے اعلان، تقسیم واسناد وانعامات ودستار بندی کا مرحلہ تھا۔ نتیجے کا اعلان ایک طالب علم کی کامیابی کے تناسب یا ناکامی کا اعلان ہوتا ہے۔ نتیجے کے انتظار میں دل کی دھڑکنوں کا بے قاعدہ ہونا کامیابی کی خوشی ناکامی کا غم انسان کے اندر کشمکش بپا کردیتے ہیں جوں جوں نتیجے کے اعلان کا دورانیہ کم ہوتا جاتا ہے یہ اضطراب بڑھتا جاتا ہے اور یوم آخرت میں بھی جب ہر انسان اپنے نتیجے کا منتظر ہوگا تو یہ منظر اپنی پوری شدت سے بپا ہوگا۔ راقم الحروف نے جب استاد محترم قاری حنیف کو سٹیج پر آکر نتائج کا اعلان کرنے کی دعوت دی تو طلباء کے ساتھ

ساتھ ان کے لواحقین جو اپنے ہونہاروں کے نتائج سننے کے لیے آئے تھے یوں ہمہ تن گوش ہو گئے کہ سامعین کے اژدھام کے باوجود سناٹا چھایا ہوا تھا۔ جامعہ بھر میں اول، دوم، سوم اور پھر اپنی اپنی کلاسوں میں پوزیشن لینے والوں۔ ان کے لیے انعامات کی تفصیل فارغ التحصیل طلباء جن کی دستار بندی کی گئی ان کے اسماء گرامی یہ تمام تفاصیل ''تنظیم اہلحدیث'' میں الگ الگ تحریر کی جارہی ہیں۔ فارغ التحصیل طلباء کو تقسیم انعامات وسندات کا مرحلہ آیا تو حافظ عبدالغفار روپڑی مدیر جامعہ اور امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے حافظ محمد جاوید روپڑی کو انتہائی نقاہت کے باوجود لڑکھڑاتی ٹانگوں کے ساتھ جب ایک پرعزم جواں کے ساتھ کھڑے ہوئے تو طالب علم کو سند عطا فرماتے ہوئے ان کی آنکھیں نم آلود ہو رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ مسرت وشادمانی اور رنج والم کا آمیزہ تھا جو قطروں کی شکل میں ان کی آنکھوں کو نم کررہا تھا۔ ایک طرف اپنے والد کے لگائے ہوئے پودے کو ثمر بار دیکھ کرانہیں خوشی ہورہی تھی تو دوسری طرف اس باغ کو سینچنے والوں باغبانوں حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور حافظ احمدؒ ایسی ہستیاں تو نہ تھی۔ جن کی جدائی آج بھی دل کو زخمی نہ کرتی ہو۔ حافظ جاوید صاحب زیادہ دیر تک کھڑے نہیں رہ سکتے تھے چنانچہ سٹیج پر کھڑے ہوئے روپڑی خاندان کے امیدوں کے مرکز ومحور حافظ عبدالغفار صاحب اور حافظ عبدالوہاب صاحب نے مولانا یونس صدیقی، مولانا تعریف حصاروی، راقم الحروف اور میاں محمد سلیم شاہد امیر جماعت اہلحدیث پنجاب کو دعوت دی کہ طلباء کو انعامات اور سندات عطا فرمائیں۔ تقسیم انعامات کے بعد جامعہ کے دو طلباء نے مسئلہ رفع الدین پر مناظرہ کیا مولانا ابوسفیان نے اپنی ٹیم کیساتھ مسلک اہلحدیث کی نمائندگی کی اور مولانا خاور رشید نے اپنی ٹیم کے ہمراہ مسلک حنفی کے نمائندگی کی۔ ہونہار طلباء نے مناظرہ کی اس قدر محنت سے تیاری کی تھی کہ یوں معلوم ہورہا تھا کہ حقیقی مناظرہ ہورہا ہے۔ دونوں طرف کے طلباء نے اپنی محنت کی تیاری کی سامعین سے خوب داد وصول کی۔ ثالثی کے فرائض مولانا داؤد ارشد اور مولانا عبدالرشید جالھن نے انجام دیے۔ حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے جب حاضرین کو بتایا کہ حضرت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی دلی خواہش تھی کہ اپنی زندگی میں مسلک حقہ کی سرفرازی میں مناظرین کی ایک کھیپ تیار کر جائیں اور پھر انہوں نے اپنی زندگی میں ہی فن مناظرہ کی کلاس شروع کرادی تھی جو کہ اب تک نہایت کامیابی سے جاری ہے اور انہوں نے فرمایا جماعت کو جس جگہ بھی کسی مسئلہ پر کسی مسلک سے مناظرہ کی خاطر علماء درکار ہوں تو رابطہ کریں۔ ہم آپ کو اپنے مسلک کے ہر امتیازی مسئلہ پر مناظر مہیا کریں گے۔ مولانا عبدالرشید اصغر نے روپڑی خاندان کی مسلک اہلحدیث کے لیے خدمات پر اپنا منظوم کلام پیش کیا۔ اور سامعین سے داد تحسین وصول کی۔ بعدازاں قاری خالد مجاہد کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور اتباع سنت کو موضوع بنایا ان کی تقریر کے بعد ایک نوجوان ابوبکر نامی نے چٹ بھیجی کہ وہ بریلوی سے تائب ہوکر مسلک اہلحدیث اختیار کرتا ہے۔ جب راقم نے چٹ پڑھ کر سنائی تو حاضرین نے اس نوجوان سے کھڑے ہونے کا مطالبہ کیا ماشاء اللہ سنت رسول سے مزین چہرہ بتا رہا تھا کہ یہ چہرہ کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا۔ حافظ محمد الیاس سیالوی سابقہ بریلوی نے بھی مسلک حقہ کی صداقت پر نظم پڑھنے کی خواہش ظاہر کی کہ انہوں نے اپنی خوبصورت آواز میں مسلک اہلحدیث کی حقانیت میں نظم پڑھی۔ تلہ گنگ سے آئے ہوئے مولانا محمد اسحٰق صاحب سابق دیوبندی نے فضائل بخاری شریف پر اپنا کلام پیش کیا۔ راقم نے جب شیر اسلام مولانا منظور احمد صاحب کو دعوت خطاب دی تو فضا کافی دیر نعروں سے گونجتی رہی۔ خطبہ مسنونہ کے بعد جب انہوں نے حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبدالوہاب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تبلیغی پروگراموں کے سلسلے میں مجھے پورے ملک میں جانا پڑتا ہے اور میں جہاں بھی جاتا ہوں گاؤں ہو یا شہر ہر جگہ مجھے عمر رسیدہ لوگ یہی بتاتے ہیں کہ یہاں پر آج جو اہلحدیث نظر آرہے ہیں یہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور شیخ القرآن محمد حسین شیخوپوریؒ کی تبلیغ کا ثمر ہے۔ میں حاضرین اکثر عمر رسیدہ لوگوں کو دیکھتا تھا کہ جب روپڑی خاندان کے بزرگوں کا ذکر ہوتا ان کی آنکھوں میں آنسوں آجاتے تھے۔ یقیناً انہیں ان بزرگوں کی صحبت میں گزارے ہوئے وہ دن یاد آتے ہوں گے جب یہ نورانی چہرے ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتے تھے۔ مولانا منظور احمد نے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے اور ان کی توہین کا ارتکاب کرنے والوں کو نہ صرف اللہ اور مسلمانوں کے غیض وغضب سے ڈرایا بلکہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کے مرتکب ان ممالک سے ہر قسم کے سفارتی، تجارتی، ثقافتی، تعلقات ختم کیے جائیں۔ رات رفتہ رفتہ ڈھلتے ڈھلتے اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی تھی، سحری کا وہ وقت تھا جب ذاکرین اللہ کے ذکر کے لیے نیند سے اٹھ جاتے ہیں لیکن آج مسجد قدس کا صحن، برآمدے ہال آج کے شب بیداروں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کو سننے والوں سے پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ راقم الحروف نے قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی کو دعوت خطاب دی محترم قاری صاحب نے فضائل مناقب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو اپنا موضوع بناتے ہوئے واقعہ افک بیان کیا قاری صاحب کا قرأت قرآن کا انداز منفرد ہے۔ قاری صاحب نے روپڑی خاندان کی مسلک اہلحدیث کے لیے خدمات کا تذکرہ بھی بڑے دلنشین پیرائے میں بیان فرمایا قاری صاحب کا خطاب جاری تھا کہ موذن مسجد نے فجر کی اذان شروع کردی اذان کے بعد قاری صاحب نے نہایت رقت آمیز انداز کے ساتھ دعا فرمائی۔ دعا کرتے ہوئے قاری صاحب خود بھی رقت میں تھے اور ہاتھ پھیلائے ہوئے حاضرین بھی تقریب کے اختتام پر اپنے رب کے حضور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کررہے تھے۔ اس طرح ''جامعہ اہلحدیث'' کی وہ تقریب بخاری جس کا آغاز 1914 سے ہوا تھا۔ 2010ء میں 96 بار بخاری شریف کی تکمیل تدریس کا شرف جامعہ کو حاصل ہوا۔ نماز فجر حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی نے پڑھائی۔ اس کے بعد علماء وحاضرین کے قافلے اس کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر حافظ صاحب کو مبارکبادیں پیش کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

☆......☆......☆

الاستفتاء

مفتی عبیداللہ خاں عفیف

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں، فدا حسین ولد طالب حسین نے میری والدہ سے میرا رشتہ طلب کیا اور کہا کہ میں سنی المذہب ہوں شیعہ نہیں ہوں۔ اس بات پر اعتماد کرتے ہوئے میری والدہ اور میرے بھائی نے مورخہ 2009-09-7 کو میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ جب میں سسرال پہنچی تو مجھے پتہ چلا کہ فدا حسین کٹر شیعہ اور دھوکہ باز ہے وہ علم نکالتا ہے تعزیہ کے جلوس میں ماتم کرتا ہے قرآن پاک مکمل نہیں سمجھتا۔ خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کو گالیاں بکتا ہے اور صحابہ کو ظالم کہتا ہے۔ میں چونکہ سنی العقیدہ ہوں میرے لیے یہ سب کچھ برداشت کرنا ناممکن ہے لہٰذا میرا اس کے ساتھ نبھا نہیں ہو سکتا لہٰذا سوال یہ کہ میرا یہ دھوکے والا نکاح شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے اس دھوکہ باز اور کٹر شیعہ خاوند سے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہوں یا نہیں؟ میں بحیثیت مسلمان یہ حلفاً بیان کرتی ہوں کہ میں نے کوئی بات غلط نہیں لکھی۔ کذب بیانی کی میں خود ذمہ دار ہوں۔

سائلہ: فارینہ بی بی

الجواب بعون اللہ الفتاح المالک الوہاب ومنہ الصدق والصواب بشرط صحت سوال یعنی اگر سوالنامہ بصورت اصل حقیقت کے عین مطابق ہے اور کذب بیانی سے کام نہیں لیا گیا تو یہ نکاح بوجوہ قابل فسخ ہے۔ اول اس لیے کہ یہ نکاح اس اعتماد یعنی بالا الفاظ دیگر اس شرط پر ہوا ہے کہ فداء حسین ولد طالب حسین سنی العقیدہ مسلمان ہے۔ لیکن رخصتی کے بعد علم ہوا کہ یہ شخص شیعہ ہے۔ علم اٹھاتا اور تعزیہ کے جلوس میں ماتم کرتا ہے تو شرط کے فوت ہو جانے سے نکاح قابل فسخ قرار پایا۔

مشہور مقولہ ہے: ''اِذَافَاتَ الشَّرْطُ'' لہٰذا جب فداء حسین سنی نہیں شیعہ ہے لہٰذا سائلہ فارینہ کو فسخ نکاح کا شرعاً اختیار حاصل ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: ''باب الشروط فی المهر عند عقدة النكاح

''ان شرطوں کا جواز بوقت نکاح مہر وغیرہ کے متعلق عائد کی جاتی ہے۔''

قال ابن عمر الخطاب ان مقاطع الحقوق عندالشروط ولک ماشترطت [صحیح البخاری ج ۱، ص ۳۷۶]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حقوق کا فیصلہ طے شدہ شرطوں کے مطابق ہوگا۔ آپ اپنے پسند کی شرط عائد کر سکتے ہیں۔

چونکہ یہ نکاح فداء حسین کے سنی ہونے کی شرط پر پڑھا گیا تھا مگر وہ سنی نہیں بلکہ شیعہ ہے لہٰذا فارینہ کو فسخ نکاح کا شرعاً اختیار حاصل ہے

قال الحصكفي في الدر المختار وافادا البهسنى انها لوتزوجته على انه حر او سنى او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على فلان بن فلان فاذا هو لقيط وابن زنا كان لها الخيار فليحفظ [فتاوی نذیریہ ج ۲، ص ۵۵۳]

درمختار میں ہے کہ اگر مرد نے بتایا کہ وہ آزاد ہے یا اہل السنۃ والجماعت سنی ہے یا حق مہر دے سکتا ہے یا خرچ پورا کر سکتا ہے مگر اپنے بیانات کے خلاف نکلا یعنی غلام یا حرام زادہ اور غیر سنی ثابت ہوا تو اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ ثانی اس لیے کہ امامیہ شیعہ یعنی تعزیہ اور ماتم کرنے والا گروہ اپنے مسلمات یعنی قرآن کو محفوظ نہ سمجھنا اور ناقص قرار دینا۔ خلفاء ثلاثہ اور دیگر صحابہ کو مرتد قرار دینے اور حضرت علی کو نبی قرار دینے اور تقیہ اور اپنے اماموں کو نبی ﷺ سے بزرگتر قرار دینے کی وجہ سے اسلام سے خاصے دور ہیں اور ان کے یہ عقائد کفر کے مترادف ہیں۔ لہٰذا دینی اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے بھی یہ نکاح شرعاً صحیح نہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے: ''لا هن حل لهم ولا هم يحلون لهن'' کہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال نہیں اور کافر مسلمان عورتوں کے لیے حلال نہیں، یعنی نکاح صحیح نہ ہوگا۔ [الممتحنہ: ۱]

اس آیت سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔

کیونکہ سنی عقائد عبادات و اعمال میں اور شیعی عقائد و عبادات اور اعمال میں بڑا فرق پایا جاتا ہے جو کفر کی حد کو چھو رہا ہے۔ مگر چونکہ یہ نکاح رجسٹرڈ ہے لہٰذا عدالت مجاز سے فسخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنا قانونی مجبوری ہے بہر حال فارینہ بی بی شرعاً فسخ نکاح کا اختیار رکھتی ہے اور فسخ نکاح کی ڈگری کے بعد اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی شرعاً مجاز ہے۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے۔ مفتی کسی قانونی سقم اور عدالتی کارروائی کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔ هذا ما عندي والله تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب في يوم الحساب.

☆ ☆ ☆

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 37) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ (۸۳)
قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (۸۴)
وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (۸۵)

''کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ (کوئی اور دین) تلاش کرتے ہیں جبکہ اسی کے لیے تو مطیع ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوشی سے اور اسی کی طرف ان سب کالوٹ کر جانا ہے''

''اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور (اس کتاب پر بھی) جو ہم پر نازل کی گئی اور (ان پر بھی) جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ یعقوبؑ اور (ان کی) اولاد پر نازل کیا گیا اور ان کتابوں پر بھی ایمان لائے جو موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دیگر انبیاءؑ کو ان کے رب کی طرف سے (عطا ہوئیں) ہم ان (تمام نبیوں) میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے (سب پر ایمان لاتے ہیں) اور ہم سب اسی کے اطاعت گزار ہیں'' ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو تلاش کرے گا تو وہ (دین) ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

مشکل الفاظ کے معانی:

یَبْغُوْنَ: وہ تلاش کرتے ہیں۔

طَوْعًا: خوشی، خوشی۔

کَرْھًا: ناخوشی، مجبوری سے۔

اَلْاَسْبَاطِ: اولاد۔

ماقبل سے مناسبت:

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو مسلسل دین حق کی دعوت دی لیکن اہل کتاب ضد اور حسد کی بنا پر اس سے اعراض کرتے رہے اہل کتاب کا رویہ انتہائی غلط اور جہالت پر مبنی تھا اس لیے ان آیات میں فرمایا کہ آخر اہل کتاب چاہتے کیا ہیں؟ کیا یہ دین الٰہی کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں جبکہ مقبول دین اللہ تعالیٰ کے ہاں (صرف دین اسلام) ہی ہے

شان نزول:

اہل کتاب میں سے ہر فریق (یہودی و عیسائی) اس دعوے پر قائم تھا کہ وہ دین ابراہیمؑ پر ہیں۔ چنانچہ کعب بن اشرف (یہودی) اور اس کے ساتھیوں نے عیسائیوں سے اس معاملے میں جھگڑا کیا اور مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے:

''اَیُّنَا اَحَقُّ بِدِیْنِ اِبْرَاھِیْمَ''

''ہم میں سے کون ملت ابراہیمی کے دعوے میں حق پر ہے؟''

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کِلَا الْفَرِیْقَیْنِ بَرِیْءٌ مِّنْ دِیْنِہٖ'' دونوں ہی فریق (یہود و نصاریٰ) ابراہیمؑ کے دین سے بری ہیں وہ کہنے لگے:

''مَا نَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَلَا نَاْخُذُ بِدِیْنِکَ فَنَزَلَ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ''

نہ تو ہم آپ کے فیصلے سے راضی ہیں اور نہ ہی ہم آپ کے دین کے متبع بنیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ کیا وہ اللہ کے دین حق کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش میں ہیں۔

[اسباب النزول للواحدی ص ۱۴۶ ...... تفسیر القرطبی ج ۴، ص ۱۲۷ ...... البحر المحیط لابی حیان ج ۲، ص ۵۱۴]

التوضیح:

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ

اہل کتاب کی اکثریت اپنے انبیاءؑ کی تعلیمات کو بھلا کر شرک جیسے گناہ کی مرتکب ٹھہری۔انہوں نے احکامات ربانی کو پس پشت ڈالتے ہوئے حق سے اعراض کیا۔ضد، ہٹ دھرمی اور حسد کی بنا پر آخری نبی جناب محمد ﷺ پر نازل شدہ وحی الٰہی کا انکار کرتے ہوئے دین اسلام کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔اللہ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر اپنے اپنے انبیاءؑ کی عبادت کرنے لگے اور اپنی خواہشات کو انہوں نے اپنا رب بنالیا۔

الغرض اہل کتاب کی اکثریت کے گناہوں اور بغاوتوں کی ایک طویل فہرست ہے جس کا قران مجید کے متعدد مقامات پر بیان ہوا۔ اپنی ان بغاوتوں اور سرکشی کے باوجود یہود ونصاریٰ میں سے ہر ایک خود کو ملت ابراہیم کا متبع سمجھتا اور ابراہیمی ہونے کے بے بنیاد دعوے پر قائم تھا یہودی کہتے کہ ابراہیم یہودی تھے اور عیسائی کہتے کہ آپؑ نصاریٰ میں سے تھے۔اس کا مفصل بیان سابقہ آیت کی تفسیر میں کیا گیا۔

اہل کتاب مشرک ہونے کے باوجود خود کو ابراہیمی کہلانے پر فخر محسوس کرتے تھے۔اسی لیے یہ جھگڑا لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے پوچھا کہ ہم میں سے یہودی ملت ابراہیمی پر قائم ہیں یا عیسائی۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں ہی گروہ ابراہیمی ملت سے بری ہو، تمہارا ان کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں۔

کیونکہ ابراہیمؑ تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا اور حکم ربانی کے سامنے اپنے سر کو جھکا دینے والا تھا۔اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔جبکہ تم ان تمام امور میں ملت ابراہیمی کی مخالفت کرنے والے ہو۔اس میں یہ سبق تھا کہ اصل ابراہیمی تو وہ ہے کہ جس نے ملت ابراہیم کو اپنایا، شرک سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وتابعداری کی راہ کو اپنایا۔اہل کتاب نے آپ کے اس فیصلے اور دین الٰہی کو ماننے سے انکار کردیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ دین حق کے علاوہ کسی اور دین کے متلاشی ہیں تو یہ سن لیں۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ.[البقرہ 19]

''کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین حق صرف اسلام ہی ہے اور یہی دین اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول ہے اور اسی دین کو اللہ تعالیٰ تمام ادیان باطلہ پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔''

وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ۝

اللہ تعالیٰ ہی رب العالمین، خالق اور مالک ہے، اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا اور مہربان بھی ہے۔جس ذات میں یہ صفات پائی جائیں اس کے پاس مخلوق کو پوچھنے کا حق بھی ہونا چاہیے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا کا نظام رکھا ہے جس کے ہاتھ میں مذکورہ تمام چیزیں ہوں وہی ذات عبادت کے لائق ہوتی ہے جو اس کی عبادت کرنے والا جزا کا مستحق اور عبادت سے انکار کرنے والا سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے اور کوئی بھی چیز حکم الٰہی سے روگردانی نہیں کرسکتی۔ساری مخلوق اس کے حکم کی پابند ہے وہ پابندی مخلوق خوشی سے قبول کرلے یا نا خوشی سے قبول کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ.''[الرعد]

''آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات خوشی اور بعض ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتے ہیں بلکہ ان کے سائے بھی صبح وشام اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں'' بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہے۔قرآن مجید میں ہے۔

''بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ.''[البقرہ]

''بلکہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے سب کے سب اس کے فرمانبردار ہیں۔''

مخلوق ثلاثہ کے ناپسندیدہ امور:

احکام الٰہی دو طرح کے ہیں۔بعض احکام کو جن، انسان اور جانور پسند کرتے ہوئے خوشی سے قبول کرلیتے ہیں۔مثلاً (صحت، زندگی، رزق اور تمام معاملات میں سہولت) بعض احکام الٰہی کو یہ مذکورہ بالا تینوں مخلوقیں بخوشی قبول نہیں کرتیں لیکن وہ ان کی تعمیل سے بھاگ بھی نہیں سکتے مثلاً بیماری، بھوک، موت وغیرہ۔ان احکام کو ناپسندیدہ جانتے ہوئے بھی ماننا پڑتا ہے۔الغرض ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان احکام (بیماری، بھوک، موت وغیرہ) کو ماننے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

کیونکہ اسلام دین فطرت ہے اسی دین فطرت کے مطابق اسلام مطالبہ کرتا ہے کہ شرعی احکام میں بھی خالق حقیقی کی اطاعت کی جائے دین اسلام سے منہ موڑنا دراصل فطرت سے منہ موڑنا ہے جب کائنات کی کوئی چیز فطرت سے منہ نہیں موڑتی پھر اہل کتاب اور کفار ومشرکین کو بھی

چاہیے کہ اسلام یعنی دین کی فطرت من وعن قبول کریں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو پھر وہ یاد رکھیں کہ وہ ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے اور ان کا اس چیز پر ضرور مواخذہ ہوگا۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○

اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا اور اسکے احکام کی بجا آوری کرنا ہی اصل مقصود ہے اور اسی چیز کی طرف تمام انبیاء ورسلؑ دعوت دیتے رہے اور احکام ربانی کی اتباع ان کی زندگی کا مشن رہا۔ لہٰذا اگر یہ کفار اس دین فطرت کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان پر واضح کردیں کہ میں اور میرے پیروکار ذات باری تعالیٰ پر ایمان لائے جو کچھ ہم پر اور ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل کیا گیا ہم اس پر ایمان لائے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے معجزات سمیت تمام انبیاء کو ملنے والے پیغام الٰہی کو ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے اس پر ایمان لاتے ہیں یہ سب کچھ منزل من اللہ اور حق ہے اور ہم تمام انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی نبوت کی نفی یا انبیاء کے درمیان تفریق سے بری ہیں کیونکہ یہ تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور ان کے درمیان تفریق کفر اور احکام الٰہی سے روگردانی ہے اس لیے ہم تو اس کے فرمانبردار ہونے کے ناطے اسکے احکام کی بجا آوری کرنے والے ہیں''

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

اسلام کیونکہ دین فطرت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں صرف یہی مقبول ومنظور دین ہے۔ اسی دین کی تبلیغ ہر نبی نے کی اسی دین کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے منتخب فرمایا۔ دین اسلام ہی وہ دین ہے کہ جسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا، اسلام میں ہر دور اور ہر قسم کے حالات میں انسان کے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ اسلام اتفاق واتحاد کا داعی ہے اور توحید باری تعالیٰ پر کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

قبول اسلام انسان کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ الغرض اسلام میں وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے یکجا فرمادیں جس میں انسان کی راہنمائی اور آخرت کی بھلائی مضمر تھی۔ لہٰذا اس دین کو چھوڑ کر دوسرے ادیان باطلہ کی طرف مائل ہونا انسان کی دنیاوی واخروی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

نوٹ: مذکورہ آیت کی مزید تفسیر وتشریح کے لیے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۹ ملاحظہ فرمائیں۔

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ زمین وآسمان کی تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم وخم کیے ہوئے ہے اس لیے انسانوں اور جنوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

۲۔ ہر ذی روح نے اللہ تعالیٰ کی طرف ہی پلٹ کر جانا ہے۔

۳۔ ذات باری تعالیٰ پر ایمان لانا اور تمام انبیاء کی نبوتوں کو حق تسلیم کرتے ہوئے ان میں کسی بھی قسم کی تفریق یا نفی کرنے سے اجتناب کرنا اہل ایمان کا امتیازی وصف ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دین صرف اسلام ہی ہے۔

۵۔ اسلام کو چھوڑ کر دوسرے ادیان باطلہ کی پیروی دنیا وآخرت میں نقصان کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

الشیخ ادریسین رحمة الله علیه

امیر جماعت غرباء اہلحدیث پنجاب مولانا ادریس ہاشمی ہمہ وقت دینی مصروفیات میں زندگی گزارنے والے دوست جن سے ماضی سے لے کر حال تک تعلق رہا جب بھی ملاقات کا موقع ملا، دین کی بابت فکر مندی ظاہر کی بلکہ عملی جدوجہد میں سکول کی بنیاد رکھی اور اسے تحریک کے انداز سے چلایا بعد ازاں رچنا ٹاؤن میں دینی تعلیم کی بنیاد رکھی اور اسے جامعہ معاویہؓ کے نام سے موسوم کیا اور آخر تک نئی نسل کے لیے تگ ودو کرتے رہے تا آنکہ جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

علاوہ ازیں جماعتی ہفت روزہ کے معرفت علم ہوا کہ مولانا ادریس فاروقی، قلم کار، سیرت طیبہ ﷺ کے موضوع پر ''رہبر کامل'' اور دیگر عنوانات پر مشتمل کتابوں کا ذخیرہ دین حنیف کے لیے وقف کیے ہوئے تھے۔ نیز مجلہ ''ضیائے حدیث'' کے مدیر اعلیٰ تھے

دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کارہائے نمایاں کے بدلے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ آمین

[شرکاء غم: حافظ عبدالرحمن نعیم، حافظ محمد عبداللہ، حافظ عامر باجوہ، خواجہ طارق محمود، پروفیسر حافظ زاہد لطیف]

مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی کا
ملتان میں ورود مسعود و تقریب سنگ بنیاد درسگاہ

محمد ابوبکر خان

ملتان میں اکابرین علماء اہلحدیث مولانا سلطان محمود محدث ملتانی، علامہ عبدالحق محدث ملتانی تلمیذ رشید شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی، شیخ الحدیث مولانا شمس الحق محدث ملتانی رحمہم اللہ علیہم کی خدمات دینی تبلیغی دعوتی و تدریسی کے تسلسل کے لیے بمقام جامعہ نمرہ اہلحدیث طلباء و طالبات چاہ میرو والا ملتان پبلک سکول روڈ چوک کمہاراں والہ ملتان شہر سے بطرف شمال ایک کلومیٹر کی تقریب سنگ بنیاد ۲۶ رجب ۱۴۳۱ھ اور ۹ جولائی ۲۰۱۰ بروز جمعۃ المبارک کو منعقد ہوئی۔

آغاز مفسر قرآن خاندان روپڑیہ کے چشم و چراغ مناظر اسلام حافظ عبدلوہاب روپڑی صاحب کے خطبہ جمعۃ المبارک مورخہ ۹ جولائی جامع مسجد نمرہ اہلحدیث چاہ میرو والا سے ہوا۔

حافظ صاحب کے خطاب کا عنوان واقعہ معراج رسول ﷺ تھا دوران تقریر خطبہ جمعہ آیات قرآن مجید و احادیث مصطفی کی بارش تھی۔ توقع سے بڑھ کر کثیر تعداد خاندان روپڑیہ و خانوادہ مولانا شمس الحق محدث ملتانی کی کتاب و سنت کی خدمات سے وابستگی کی وجہ سے لوگ شامل ہوئے۔ نیز مولانا شمس الحق و خاندان روپڑیہ میں قریبی تعلق تھا۔

قبل ازیں مولانا شمس الحق صاحب ۱۹۷۱ء کو مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ چونگی نمبر ۱۴ ملتان کا سنگ بنیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے رکھوایا تھا۔ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے مولانا شمس الحق صاحب کے فرزند ڈاکٹر محمد ادریس زبیر حافظ محمد ابراہیم خان نے جامعہ نمرہ اہلحدیث کا سنگ بنیاد مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب سے ہی رکھوانے کا فیصلہ کیا۔

خطبہ جمعہ کے بعد تقریب سنگ بنیاد شروع ہوئی۔ مفصل خطاب پروفیسر میاں عبدالمجید، ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلحدیث پاکستان کا تھا۔ دوران تقریر مدارس کی اہمیت و مقاصد پر روشنی ڈالی خانوادہ مولانا شمس الحق محدث ملتانی کی دعوتی تبلیغی، تدریسی و تحریری خدمات پر تفصیلاً اظہار خیال کیا۔

جس مقام پر یہ درسگاہ قائم (چاہ میرو والا) کی گئی ہے وہاں مکین قوم کے افراد نے حافظ محمد ابراہیم خاں کے آباؤ اجداد سے فیض حاصل کیا اور دعوت توحید و سنت سے وابستہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی محبت اور کار خیر (مدرسہ) کو تا قیامت آباد رکھے اور ان کے لیے باقیات الصالحات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

جس علاقہ میں جامعہ نمرہ اہلحدیث کا قیام عمل میں لایا گیا ہے رفض و خرافیت کی اکثریت ہے۔ میاں صاحب کی تقریر کے بعد اعلان کیا کہ تمام حضرات موجودین سنگ بنیاد والی جگہ پہنچ جائیں۔

وہاں سب سے پہلے مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے اپنے دست مبارک سے پہلی اینٹ رکھی، دوسری اینٹ حافظ محمد ابراہیم خاں نے رکھی پھر شیخ فضل الرحمن، پروفیسر عبدالمجید، سیٹھ محمد اسلم بدر، سیٹھ محمد سلمان، میاں عبدالحق مقصود چوہدری عرفان ایڈوکیٹ، جاوید خاں، میاں عبدالشکور صابر محمد ابوبکر خان اور دیگر شہری زعماء جماعت اہلحدیث نے بالترتیب اینٹیں رکھیں۔

آخر میں شدت کی دھوپ و گرمی میں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب رپڑی نے دعا کرائی اور یہ دعا نہایت خشوع و خضوع سے کرائی کہ اللہ تعالیٰ بے وسائل و بے سہارا منتظمین کو اسباب تعمیر عطاء فرمائے۔ کافی طویل دعا سے خاندان روپڑیہ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہوگئی۔

اس تقریب کے اہتمام کے بعد میاں مجیب الرحمن انصاری ایڈوکیٹ ہائی کورٹ نے مہمانوں کو ظہرانہ دیا۔ حسب سابق میاں صاحب نے اپنی خاندانی عظیم روایات کو برقرار رکھا۔ ظہرانے کے بعد مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی عازم لاہور ہوگئے۔

یہ یادگار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

☆ ☆ ☆

مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی کا
ملتان میں ورود مسعود و تقریب سنگ بنیاد درسگاہ

محمد ابوبکر خان

ملتان میں اکابرین علماء اہلحدیث مولانا سلطان محمود محدث ملتانی، علامہ عبدالحق محدث ملتانی تلمیذ رشید شیخ الکل فی الکل شیخنا سید نذیر حسین محدث دہلوی، شیخ الحدیث مولانا شمس الحق محدث ملتانی رحمہم اللہ علیہم کی خدمات دینی تبلیغی دعوتی و تدریسی کے تسلسل کے لیے بمقام جامعہ نمرہ اہلحدیث طلباء و طالبات چاہ میروالا ملتان پبلک سکول روڈ چوک کمہاراں والہ ملتان شہر سے بطرف شمال ایک کلومیٹر کی تقریب سنگ بنیاد ۲۶ رجب ۱۴۳۱ھ اور ۹ جولائی ۲۰۱۰ بروز جمعۃ المبارک کو منعقد ہوئی۔

آغاز مفسر قرآن خاندان روپڑیہ کے چشم و چراغ مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب کے خطبہ جمعۃ المبارک مورخہ ۹ جولائی جامع مسجد نمرہ اہلحدیث چاہ میروالا سے ہوا۔

حافظ صاحب کے خطاب کا عنوان واقعہ معراج رسول ﷺ تھا دوران تقریر خطبہ جمعہ آیات قرآن مجید و احادیث مصطفیٰ کی بارش تھی۔ توقع سے بڑھ کر کثیر تعداد خاندان روپڑیہ و خانوادہ مولانا شمس الحق محدث ملتانی کی کتاب و سنت کی خدمات سے وابستگی کی وجہ سے لوگ شامل ہوئے۔ نیز مولانا شمس الحق و خاندان روپڑیہ میں قریبی تعلق تھا۔

قبل ازیں مولانا شمس الحق صاحب ۱۹۷۱ء کو مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ چونگی نمبر ۱۴ ملتان کا سنگ بنیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک سے رکھوایا تھا۔ اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے مولانا شمس الحق صاحب کے فرزند ڈاکٹر محمد ادریس زبیر حافظ محمد ابراہیم خان نے جامعہ نمرہ اہلحدیث کا سنگ بنیاد مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب سے ہی رکھوانے کا فیصلہ کیا۔

خطبہ جمعہ کے بعد تقریب سنگ بنیاد شروع ہوئی۔ مفصل خطاب پروفیسر میاں عبدالمجید، ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلحدیث پاکستان کا تھا۔ دوران تقریر مدارس کی اہمیت و مقاصد پر روشنی ڈالی خانوادہ مولانا شمس الحق محدث ملتانی کی دعوتی تبلیغی، تدریسی و تحریری خدمات پر تفصیلاً اظہار خیال کیا۔

جس مقام پر یہ درسگاہ قائم (چاہ میروالا) کی گئی ہے وہاں مکین قوم کے افراد نے حافظ محمد ابراہیم خاں کے آباؤ اجداد سے فیض حاصل کیا اور دعوت توحید و سنت سے وابستہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دینی محبت اور کار خیر (مدرسہ) کو تا قیامت آباد رکھے اور ان کے لیے باقیات الصالحات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

جس علاقہ میں جامعہ نمرہ اہلحدیث کا قیام عمل میں لایا گیا ہے رفض و خرافیت کی اکثریت ہے۔ میاں صاحب کی تقریر کے بعد اعلان کیا کہ تمام حضرات موجودین سنگ بنیاد والی جگہ پہنچ جائیں۔

وہاں سب سے پہلے مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے اپنے دست مبارک سے پہلی اینٹ رکھی، دوسری اینٹ حافظ محمد ابراہیم خاں نے رکھی پھر شیخ فضل الرحمن، پروفیسر عبدالمجید، سیٹھ محمد اسلم بدر، سیٹھ محمد سلمان، میاں عبدالحق مقصود چوہدری عرفان ایڈووکیٹ، جاوید خاں، میاں عبدالشکور صابر محمد ابوبکر خان اور دیگر شہری زعماء جماعت اہلحدیث نے بالترتیب اینٹیں رکھیں۔

آخر میں شدت کی دھوپ و گرمی میں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے دعا کرائی اور یہ دعا نہایت خشوع و خضوع سے کرائی کہ اللہ تعالیٰ بے وسائل و بے سہارا منتظمین کو اسباب تعمیر عطاء فرمائے۔ کافی طویل دعا سے خاندان روپڑیہ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہوگئی۔

اس تقریب کے اہتمام کے بعد میاں مجیب الرحمٰن انصاری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ نے مہمانوں کو ظہرانہ دیا۔ حسب سابق میاں صاحب نے اپنی خاندانی عظیم روایات کو برقرار رکھا۔ ظہرانے کے بعد مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی عازم لاہور ہو گئے۔

یہ یادگار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

☆ ☆ ☆

ہر وہ شخص جو دنیا میں آتا ہے وہ اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی۔ دونوں کے وجود سے دنیا قائم ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کہ اچھا کام کرنے والے یا اچھائی کی دعوت دینے والوں کی ہمیشہ کمی رہی ہے۔ لیکن اسکے باوجود اچھائی میں ہی وہ نقوش راہ ہیں جو منزل تک پہنچنے میں ہر آنے والی نسل کی راہنمائی کرتے ہیں۔ ہر ذی روح نے وقت مقررہ پر داعی اجل کو لبیک کہنا ہے، دنیا میں کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جو اپنی زندگی میں ایسے انمٹ نقوش چھوڑ جاتی ہیں کہ بعد میں آنے والے ان سے راہنمائی پا کر اپنی زندگیوں کے رخ کا تعین کرتے ہیں۔ بلاشبہ مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیت کا نام ہے مولانا موصوف کا خاندان محدث ہند مولانا عبدالوہاب دہلویؒ سے عقیدت رکھتا تھا۔ بقول ملک عبدالرشید عراقی کے اس خاندان کے عالی مرتبت افراد کی وابستگی جماعت غربا اہلحدیث سے اس وقت قائم ہوئی جب مولانا امام عبدالوہاب محدث دہلویؒ نے جماعت کی بنیاد رکھی۔ موجودہ دور میں مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ جماعت غربا اہلحدیث پاکستان کی اہم شخصیت تھے۔ موصوف نہایت سمجھ دار، معاملہ فہم، ذکی و فطین سلجھے ہوئے صحافی، ادیب اور باعمل جید عالم دین تھے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کا خاندان ترک سکونت کر کے نارووال ضلع سیالکوٹ میں قیام پذیر ہوا۔ مولانا نے دینی تعلیم کا آغاز لاہور سے کیا جبکہ پوسٹ گریجویٹ کی ڈگریاں پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ مولانا ادریس ہاشمیؒ ایک نظریاتی انسان تھے، لاہور میں ایک بڑے دینی ادارے کا قیام، مسجد کی تعمیر، سیدنا امیر معاویہؓ اسکول کا قیام، ایک دینی و علمی جریدہ ''صدائے ہوش'' کا اجراء اور اس کی تسلسل سے اشاعت مولانا کے کارہائے نمایاں ہیں۔ مولانا ہاشمیؒ ایک وسیع المطالعہ ہمہ جہت شخصیت تھے، پختہ عقائد کے پکے سلفی، اپنے مقصد کے ساتھ مخلص، صحابہ کرامؓ کے ساتھ مخلص محبت، قرآن وحدیث کے علوم اور ملکی حالات وسیاست اور بین الاقوامی معلومات پر عبور کے ساتھ ساتھ تاریخ اسلام وادیان پر گہری نظر رکھتے تھے۔ بقول مولانا رانا محمد شفیق پسروری ''پوری کوشش و ایمانداری کے ساتھ جس دینی کاز کو درست سمجھا، زندگی اسی مقصد کی نظر کر دی، ہمیشہ اپنے نصب العین پر نظر رکھی اور اسکے حصول کی خاطر تمام تر صلاحتیں صرف کر دی۔'' مولانا ہاشمیؒ جماعت اہلحدیث کا سرمایہ تھے تحریر کے ذریعے سماجی برائیوں اور رسم ورواج کے خلاف جہاد کرنے والوں کا جماعت اہلحدیث کے ہاں پہلے ہی قحط الرجال ہے۔ اس لحاظ سے مولانا تحریر کا عمدہ ذوق رکھتے تھے اب وہ بھی نہ رہے۔ خود فرمایا کرتے تھے، میری شدید ترین خواہش ہے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان دین کا علم حاصل کریں، تحقیقی کام کریں اور تحریر کے میدان میں آگے آئیں تاکہ دین کا چہرہ مسخ کرنے والوں کو مدلل جواب دیا جائے آج معاشرہ کو صرف وعظ ونصیحت سے قائل نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رکھیں؛ گھر اور مدرسہ وہ پہلا یونٹ ہے جو اصلاح کا پہلا ٹارگٹ ہونا چاہیے۔ آج ہمارے گھر اور تعلیمی ادارے بغیر اصلاح کے چل رہے ہیں جبکہ ہماری سیاسی ومذہبی جماعتیں اور ان جماعتوں کے قائدین بذات خود نظریہ ضرورت کی پیداوار ہیں یہ کسی بھی طرح معاشرے کی اصلاح ور ہنمائی کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ موجودہ دور کا رہبرو راہنما خائن، بددیانت اور بدعہد ہے۔ امت مسلمہ صالح قیادت کے بحران کا شکار ہے، مولانا ہاشمیؒ بلاشبہ حافظ شیرازی کے اس شعر کے مصداق نظر آتے ہیں۔

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

''میں نے اپنی زندگی کا کل سرمایہ محبوب کی راہ میں نچھاور کر دیا ہے میں خوش ہوں اپنی بیتی ہوئی زندگی پر کہ میں نے وہی کیا جو مجھے کرنا چاہیے تھا''

مولانا ہاشمیؒ کی خدمات پر نظر ڈالیں تو محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے شعور کی آنکھ کھولتے ہی اپنے نصب العین کا تعین کر لیا تھا۔ گزشتہ دنوں اپنی کسی ضرورت کے لیے میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی پرانی فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک میری نظری جماعتی خبروں کے کالم پر رک گئی۔ غور سے دیکھا تو خبر تھی کہ شبان اہلحدیث تحصیل نارووال کے انتخاب ہوئے تو مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کو صدر منتخب کر لیا گیا۔ یہ فائل اپریل 1965ء کی تھی، غالباً اسی سال آل مشرقی ومغربی پاکستان اہلحدیث کانفرنس کا انعقاد محلہ بجلی گھر سیالکوٹ کی گراؤنڈ میں ہوا جس میں سعودی عرب کے مفتی اعظم فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا ہاشمیؒ نے تمام محاذوں پر کام کیا، تحریکی حوالہ سے مولانا نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔ آج مولانا ہم میں موجود نہیں مگر احساس ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے ان کے کارہائے نمایاں بجا طور پر اثاثہ وورثہ ہیں، انکی فکر ہمارے لیے راہنما ہے جو یقیناً دلوں کو گرماتی اور تڑپاتی ہے۔ آخر میں اپنی طرف سے اور ادارہ جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کی انتظامیہ کی طرف سے مولانا محمد ادریس ہاشمیؒ کے لیے دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے مشن کو جاری رکھنے کے اسباب پیدا فرمائے۔ آمین

صوفی عبداللہ وزیرآبادیؒ

عبدالرشید عراقی

حضرت صوفی عبداللہ کا مولد و مسکن وزیرآباد تھا اور کشمیر برادری سے تعلق رکھتے تھے اور نام ان کا سلطان احمد تھا۔ جب تحریک مجاہدین شروع ہوئی اور صوفی صاحب کا اس جماعت سے تعلق ہوا تو ان کا نام عبداللہ رکھا گیا اور اسی نام سے آپ نے شہرت پائی۔ صوفی صاحب استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴) سے فیض یافتہ تھے، بعد میں امیر المجاہدین مولوی فضل الٰہی وزیرآبادی کے حلقہ ادارت میں شامل ہو گئے اور وزیرآباد سے ہجرت کر کے چمرکنڈ تشریف لے گئے۔ تحریک مجاہدین میں صوفی عبداللہ صاحب کی خدمات قابل قدر ہیں اور ان کی مجاہدانہ خدمات کا اعتراف مولانا غلام رسول مہرؒ نے اپنی کتاب ''سرگزشت مجاہدین'' میں کیا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ:

''صوفی صاحب نے خود فرمایا کہ میں مولوی ولی محمد فتوحی والا اور مولوی فضل الٰہی کی دلنواز اور ایمان افروز تقریریں سن کر جماعت مجاہدین سے وابستہ ہوا۔ یہ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے بعد کی بات ہے یعنی صوفی صاحب موجودہ صدی کے اوائل ہی میں اپنی زندگی مجاہدانہ خدمات کے لیے وقف کر چکے تھے۔ شروع میں مولوی فضل الٰہی کے ساتھ چندہ فراہم کرنے کے لیے دورے کیا کرتے تھے، مولوی فضل الٰہی قید ہو گئے تو صوفی صاحب اکیلے جماعت کی خدمات سرانجام دیتے رہے قاضی کوٹ کا مقدمہ قائم ہوا اور مولوی فضل الٰہی ہندوستان سے ہجرت کر کے جلال آباد و کابل ہوتے ہوئے چمرکنڈ پہنچے تو صوفی عبداللہ کا دل بھی وطن سے اداس ہو گیا۔ چنانچہ وہ بھی چمرکنڈ پہنچ کر مجاہدین میں کام کرتے رہے کئی سال وہاں گزارے، جب مولانا محمد بشیر اور مولوی فضل الٰہی میں اختلافات ہوئے تو صوفی صاحب واپس آ گئے۔'' [سرگزشت مجاہدین ص ۶۳۵]

مولانا قاضی محمد اسلم فیروزپوری، صوفی صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''صوفی صاحب کے ذمے ہندوستان بھر سے مجاہدین کے لیے فراہمی چندہ کی ذمہ داری تھی لیکن جنگ عظیم اول کی وجہ سے حالات اس قدر سنگین ہو گئے تھے اور مجاہدین انگریز کے خاص نشانہ ستم تھے۔ مولانا فضل الٰہی وزیرآبادی مرحوم کی رفاقت کی وجہ سے صوفی صاحب کے لیے ہندوستان میں چلنا پھرنا بہت زیادہ دشوار ہو گیا تھا، حضرت صوفی صاحب نے اس کا حل یوں نکالا کہ ایک دینی مدرسہ جاری کر کے اس کے مہتمم کی حیثیت سے ہندوستان میں گھومے پھرے اور ساتھ ساتھ جماعت کا کام بھی کرتے رہے۔'' [تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں ص ۵۰۲]

صوفی صاحب نے چک ۴۹۳ گ، ب، اوڈانوالہ میں ۱۹۲۱ء میں ایک دینی مدرسہ بنام ''تقویۃ الاسلام'' جاری کیا۔ ۱۹۳۲ء میں اسے باقاعدہ دارالعلوم کی شکل دی اور مدرسہ کا نام ''تقویۃ الاسلام کی بجائے ''تعلیم الاسلام'' رکھا ۱۹۶۵ء میں اس مدرسہ کو ''ماموں کانجن'' منتقل کر دیا گیا۔ اب یہ مدرسہ جدید تقاضوں سے آراستہ دین اسلام کی نشر و اشاعت اور کتاب و سنت کی ترقی و ترویج میں سرگرم عمل ہے۔ اس مدرسہ میں جماعت اہلحدیث کے نامور علمائے کرام تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں مثلاً حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلویؒ، مولانا حافظ محمد اسحاق حسینویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا عبدالرحمٰن لکھوی، مولانا محمد اسحٰق چیمہ، مولانا محمد عبدہ الفلاحؒ، مولانا پیر محمد یعقوب قریشیؒ، مولانا محمد داؤد راغب رحمانی، مولانا عبداللہ مظفر گڑھی، مولانا محمد صادق خلیل فیصل آبادیؒ، مولانا حافظ بنیامین طور اور مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی اور مولانا عبدالعزیز علوی وغیرہم''

صوفی عبداللہ صاحب اس مدرسہ کے مہتمم تھے ان کی وفات کے بعد مولوی محمد سلیمان وزیرآبادی بن مولوی فضل الٰہی وزیرآبادی اس کے مہتمم مقرر ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد مولانا محمد خالد گھرجاکھی بھی کچھ عرصہ مہتمم رہے۔ آج کل مولانا عبدالقادر ندوی، اس مدرسہ کے مہتمم و صدر ہیں۔ مولانا عبدالقادر ندوی حفظہ اللہ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ کا شمار ان علمائے کرام میں ہوتا ہے جو اپنے تبحر علمی، ذوق مطالعہ اور وسعت معلومات میں یگانہ حیثیت کے حامل ہیں۔ مولانا ندویؒ ان علماء میں شامل ہیں جو جمع کتب کا عمدہ ذوق رکھتے تھے آپ کے دور میں جامعہ

تعلیم الاسلام کی لائبریری میں بہت زیادہ اضافہ ہوا اور جامعہ تعلیم الاسلام کی لائبریری کو پاکستان کی لائبریریوں میں ایک منفرد حیثیت حاصل ہے اس لائبریری میں تمام موضوعات پر عربی، فارسی اور اردو کتابوں کا کافی ذخیرہ ہے۔

صوفی صاحب کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا تھا اور آپ علم وعمل کا پیکر تھے بہت زیادہ عبادت گزار، شب زندہ دار اور مستجاب الدعوات تھے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۷۵ء کو راقم مولانا عبدالرحمان عتیق وزیر آبادی، حاجی عبدالرحیم صاحب آف وزیر آبادی، ملک حافظ محمد یعقوب آف سوہدرہ (یہ حضرات رب تعالی کے ہاں پہنچ چکے ہیں اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے) کے معاملات میں صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا مغرب سے پہلے ہم سب صوفی صاحب کے کمرہ میں بیٹھے تھے کہ بڑے زور سے بارش شروع ہوگئی کہ ہم لوگ نماز مغرب کے لیے مسجد میں نہیں جا سکتے تھے جو چند گز کے فاصلہ پر تھی ۔قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم نے صوفی صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔"بابا جی دعا فرمائیں، بارش بہت تیز ہو رہی ہے بہت درخت بھی گر گئے ہیں اور ہوا بھی بہت تیز ہے"

صوفی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ بارش بند کردے اور اس کو پہاڑوں پر لے جا میرا چشم دید واقعہ کہ صوفی صاحب کی زبان سے دعائیہ کلمات ادا ہوئے اور بارش تھم گئی اور ہم لوگ مغرب کی نماز ادا کرنے مسجد میں چلے گئے۔

صوفی صاحب نے ۱۲۸پریل ۱۹۷۵ء کو منڈی تاندلیانوالہ میں انتقال کیا اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے احاطہ میں دفن ہوئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

دارالحدیث راجووال کے لیے لاثانی لافانی تحفہ

مورخ اہل واجب الاحترام اخی فی اللہ جناب مولانا اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ نے گزشتہ سالوں میں میرے پاس ایک طالب علم بھیجا جو کہ موضع ڈھیسیا متصل جڑانوالہ کا رہائشی تھا۔ میرے پاس دارالحدیث راجووال میں ابتدائی سنن اربعہ سے جامع ترمذی کی قرأت کی۔ سال رواں میں دارالحدیث راجووال میں بعد نماز ظہر ایک ملاقات ہوئی، چہرہ پرنور اور تاج بھی محفوظ تھا میں پہچاننے کی پوری کوشش کر رہا تھا تو اچانک شاگرد رشید اور دارالحدیث کے مدرس مولانا عنایت اللہ امین حفظہ اللہ دوڑتے ہوئے تشریف لائے کہ آپ نے پہچانا نہیں؟ میں نے عرض کی نہیں۔ مولانا عنایت اللہ امین کہنے لگے کہ یہ میرے ساتھی ہیں اب ان کو علامہ نور محمد کہتے ہیں دونوں بغل گیر ہوئے ۔ بڑی مسرت ہوئی اور ساتھ ہی ایک نورانی چہرے والا ایک اور طالب علم تھا۔انا للہ و انا الیہ راجعون.

وہ تھے جناب چوہدری ظفر اللہ مرحوم کے حقیقی بیٹے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ جماعت اہلحدیث کی یونیورسٹی جو کہ ظفر اللہ صاحب کی خلوص بھری محنتوں کا نتیجہ ہے۔

شاگرد رشید علامہ نور محمد نے مجھے بشارت سنائی کہ دارالحدیث کے لیے ایک تحفہ لایا ہوں۔ جو کہ اردو کی بہترین لغت ہے۔جس کا نام بھی اردو لغت ہے جو کہ ترقی اردو بورڈ کراچی کی طرف سے شائع ہوتی ہے جو کہ بڑی بڑی ۲۱ جلدوں پر مشتمل ہے۔جس کی قیمت تقریبا بارہ ہزار روپے ہے آج کل علامہ صاحب جامعہ ابی بکر کراچی میں مدیر التعلیم ہیں انہیں ملک کر دو مسرتیں ہوئیں ایک تو چہرے کی نورانیت دیکھ کر اور دوسری دارالحدیث کے لیے دیے گئے لاثانی تحفہ پر اور ملاقات کی بے حد خوشی ہوئی کہ کتنا وفادار شاگرد ہے چوہدری ظفر اللہ مرحوم کے بیٹے کو مل کر بھی صدمہ ہوا اور دل سے مرحوم کیلئے مغفرت کی دعائیں بھی کیں

اسی طرح عزیز حافظ عبدالستار الحماد فاضل مدینہ یونیورسٹی نے "نضرۃ النعیم" حرم مکی کے علمی دروس کا مجموعہ جو کہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔جس کی قیمت تقریبا بارہ ہزار روپے ہے۔دارالحدیث مرکزی لائبریری کے لیے عظیم تحفہ پیش فرمایا۔اسی طرح دارالحدیث کے فیض یافتہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اسی طرح مدرسہ کے ساتھ وفاداری کا ثبوت پیش کریں جس طرح علامہ نور محمد نے پیش کیا۔یعنی ہر طالب علم اپنی استطاعت کے مطابق دینی یادگیری کے لیے ایک ایک کتاب بھی دیں تو دارالحدیث میں ایک بہت بڑی لائبریری قائم ہو سکتی ہے۔سردست دارالحدیث راجووال پانچ لائبریریاں قائم ہیں ایک میری (محمد یوسف) ذاتی لائبریری اور ایک میرے بیٹے عبیدالرحمن محسن کی ذاتی لائبریری۔ دارالحدیث کی مرکزی لائبریری اور طلباء کے لیے نصابی لائبریری اور طلباء اور عوام کے افادہ عام کے لیے لائبریری جس سے دارالحدیث کے طلباء اور راجووال کے عوام استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔دارالحدیث راجووال کے لیے مراجع مصادر کی کتب کی سخت ترین ضرورت ہے۔صحیح تحقیقی کام کرنے کے لیے مراجع مصادر کا ہونا اشد ضروری ہے۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اپنی مدارس کی خود کفالت فرماتے ہوئے محسنین کا صدقہ جاریہ قبول فرمائے اور دونوں جہاں کی برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین [طالب الدعوات: محمد یوسف خادم دارالحدیث راجووال اکاڑہ]

کردار قیادت اور دوراندیشی

الشیخ ابورجال

16 اگست 2010ء کو عافیہ صدیقی کو عمر قید کی سزا سنائے جانے کے تقریباً یقینی چانسز ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسے پاکستان لانے کے امکانات تقریباً ناممکن ہو جائیں گے۔ مگر یہ حجاج بن یوسف کی گورنری کا دور نہیں ہے؟ اور نہ ہی کوئی محمد بن قاسم نظر آ رہا ہے۔ اب ذرا سردار انبیاء ﷺ کی نورانی زندگی پر نظر دوڑائیں تو پتا چلتا ہے کہ قیادت کے اوصاف کیا ہوتے ہیں پہلا وصف سچا اور امین ہونا ہے۔

جس کا اعتراف قریش نے بھی کیا۔ دوسرا وصف یہ ہوتا ہے کہ لیڈر لالچی نہیں ہونا چاہیے بکنے والا نہ ہو اور کسی قسم کی ترغیبات اس کے نصب العین کو ہلا نہ سکیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کفار مکہ نے جناب کو طرح طرح کے لالچ دیے، حکومت کا دولت کا، خوبصورت خواتین کا، مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔

تیسرا ضابطہ یہ نظر آ رہا ہے اگر آپ سچائی پر ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں اور وسائل کی تمام تر کمی کے باوجود، تعداد میں کمی کے باوجود میدان کارزار میں اترنا ہے پھر آپ کے موقف کی سچائی اور حقانیت بڑی بڑی دنیاوی طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔ غزوہ بدر کی تمام تر صورتحال اسی بات کی غمازی کرتی ہے کہ تعداد کم، وسائل کم، لیکن یقین فولاد۔ چوتھی بات یہ ہے کہ حالات کے مطابق معافی کو اختیار کرنا تا کہ سسٹم آگے چل سکے۔ فتح مکہ اس کی بہترین مثال ہے بدترین دشمنوں سے صرف نظر فرمایا کہ دشمن تک حیران و پریشان تھے کہ...... یہ کیا؟

پانچواں اصول یہ ہے کہ موت تک سادگی اور قناعت پسندی کو اختیار کرنا نہیں کہ وارث جائیدادوں اور اکاؤنٹوں پر لڑ رہے ہوں۔

جناب کا اسوہ دیکھیں، وفات کے وقت حالات کی نزاکتوں کے پیش نظر آپ کی زرہ مبارک تک گروی رکھنی پڑی اس وقت تک لیڈر شپ ممکن نہیں کہ جب تک انسان مالی اور دنیاوی ترغیبات سے بلند تر ہو جب تک دوسری طاقتوں کے خوف سے آزاد نہ ہو جب تک بڑے دشمن کو معاف کرنے کا حوصلہ نہ ہو اور دنیا سے خالی ہاتھ جانے کا تصور جاگزیں نہ ہو جائے۔ کیا میاں برداران کے خصوصی قریبی مقربین ان بھائیوں کی صداقت اور امانت کا حلف دے سکتے ہیں یا آصف علی زرداری کے خواصین ان کی صداقت اور امانت کا حلف دے سکتے ہیں۔؟ تو پھر رونا کس بات کا کہ ہماری عزت نہیں ہے۔ جب تک آپ اپنی عزت خود نہیں کماتے یا دوسروں کو اپنے کردار سے اپنی عزت پر مجبور نہ کر دیں تو یہ رونا دھونا چھوڑ دیں عزت، عزت والوں کی ہوتی ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے، نظریاتی ریاست میں جمہوریت کا قیام ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ پیوندکاری اب بند کر دی جائے، دورنگی چھوڑ کر یک رنگی اختیار کی جائے۔

ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ بنیادی طور پر ایک سیاسی اور معاشی نقطہ نظر تھا اور 1940ء کی قرارداد میں بھی جس میں ہندوستان کی تقسیم کا مطالبہ کیا گیا ہے اس میں مسلمانوں کا ذکر تو موجود ہے لیکن اسلام، شریعت یا قرآن و سنت کی اصطلاحات اللہ جانتا ہے کیوں استعمال نہیں کی گئی ہیں۔ نظریہ پاکستان کی اصطلاح پہلی مرتبہ 1960ء کی دہائی کو سننے میں آئی کہ پاکستان کے بانیان جیسے جناح اور لیاقت علی خان نے اس اصطلاح کو کبھی استعمال نہیں کیا۔ آج کے سیاستدانوں کا باطنی پاکستان کا قومی بیانیہ ان چار نقاط پر مشتمل ہے۔

1۔ سیاسی اقتدار پر فوج کو حتمی بالادستی حاصل ہو۔

2۔ ملک میں تحکمانہ سماجی اقدار کے نفاذ نیز شہریوں کے درمیان امتیازی سلوک روا رکھا جائے او راس سلسلہ میں قدامت پسندی کو استعمال کیا جائے۔

3۔ بیرونی دنیا بالخصوص بھارت کے ساتھ تعلقات کو ہر وقت ایک کنفیوژن والی صورتحال میں رکھا جائے۔

4۔ معاشی ترجیحات میں فوجی اخراجات کو عوامی فلاح پر فوقیت حاصل ہوگی

سرکاری سکولوں میں انگلش میڈیم کی ٹیچنگ کے بعد داخلوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ آج جبکہ عوام اپنی اولادوں کو انگلش میڈیم کا ٹرک لگانے پر مجبور ہیں اور خاص گروہ لوگ جو ساری عمر انگلش کی مخالفت کرتے رہے اور اسے کفر اسلام کا مسئلہ بنانے سے باز نہیں آتے تھے۔

وجہ یہ کہ بے رحم زمینی حقائق خام خیالیوں، احمقانہ خواہشوں، سطحی جذباتیت، بودے نظریات کو بری طرح سے بلڈوز کر دیتے ہیں اور پھر یہ زہریلے زمینی حقائق ایک نہ ایک دن کند ہتھیاروں اور پرانے

ہتھیاروں کو ناک رگڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اس وقت حقائق یہ ہیں علوم صرف مغرب کے پاس ہیں ساری دنیا صرف ان کی ری سائکلنگ کر رہی ہے پیغ پا ہونے کی ضرورت نہیں اگر آئی، ٹی، آئی، کا کوئی جینئیس پیدا کر لیا تو کیا ہوا آئی، ٹی، آئی ..... آئی کہاں سے اور اسی طرح جینٹک انجینئرنگ میں کسی عالی دماغ کا جنم لینا قابل تسلیم لیکن بات وہی ہے کہ یہ علم متعارف کس نے کرایا؟

انتہا پسندوں اور عسکریت پسندوں نے صرف یہ ظلم نہیں کیا کہ ان کی حرکتوں اور بے معنی مہم جوئی کے نتیجہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں پر دنیا تنگ ہوگئی اور وہ ہر جگہ بری طرح انسکیور ہو گئے۔ بلکہ ان کا مسلمانوں پر ظلم اور ضرب کاری یہ ہے کہ چند مخصوص اور فیصلہ کن مضامین اور علوم اور سائنسز مسلمان بچوں کے لیے سرے سے بین کر دیا اور یہ ایسا قدم ہے جس کے نتائج اتنے دور رس اور تباہ کن ہوں گے جن کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔

کسی ملک کی معاشی طاقت بھی دراصل اس کی علمی طاقت ہوتی ہے لیکن اتنی عام فہم اور سادہ سی بات ان لوگوں کے پلے کیوں نہیں پڑ رہی، جو ہتھیاروں کے بل بوتے پر غلبہ چاہتے ہیں اور ہتھیار بھی ایسے جو غنیم کی ایجاد ہے۔ آج فتح اور غلبہ کے معیار اور ہتھیار بھی سو فیصد تبدیل ہو چکے ہیں یہ خالی خول جذبے کا نہیں جینئیس کا دور ہے۔

''مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی''

ضرورت ان الفاظ کی روح کو سمجھنے کی ہے۔ دنیا کی تاریخ میں جاپانیوں جیسے جنگجو، سرفروش اور جی دار اور بے خوف لوگوں کی مثال خال خال ہی ملتی ہے دوسری جنگ عظیم میں امریکنز کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے لیکن جب آسمان کی طرف سے لعل ہوائے کی صورت میں ایٹمی عذاب نازل ہوا تو چشم زدن میں سارے جذبے جنگجوئی، سرفروشی اور جی داری دھری کی دھری رہ گئی یہ زرہ ڈھالوں کا نہیں، یہ سسٹم اور کمانڈ کا زمانہ ہے۔ انگریزی کو صرف ایک علامت سمجھو، سائنس اور ٹیکنالوجی کا سنبھل تاکہ سنبھل سکو، ورنہ نام تک نہ ہوگا داستانوں میں۔

برطانیہ کی Laurs annes جو کہ miss caravall چنی جا چکی تھیں۔ بے حیائی اور بے غیرتی کے مقابلہ میں یعنی وہ عورت فحاشی میں اول نمبر پر آ چکی تھی صرف اس بنا پر اعزاز سے محروم کر دیا کہ اس نے اپنی عمر اور رہائش پتا غلط بتایا تھا سیاستدان اگر قرآن وحدیث سے روشنی حاصل کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں تو بے حیائی کے اس واقعہ سے ہی سبق حاصل کر لیں اور حیاء شرم سے استعفیٰ دے دیں۔ جس کسی کو کوئی گروہ، کوئی قبیلہ، کوئی قوم، کوئی شعبہ، میسر آ جاتا ہے وہ پاک پوتر اور معصوم عن الخطاء بن جاتا ہے اور اعلیٰ مقاصد کا ترجمان بن جاتا ہے۔

دنیا کے سارے عیب اور نقص دوسرے گروہوں میں چلے جاتے ہیں اور اپنا گروہ، قبیلہ، ان سب سے پاک اور مبراء ہو جاتا ہے دنیا میں کسی قوم کی بربادی کی تاریخ اٹھا لیں آپ کو وہاں یہ خصوصیت سب سے نمایا نظر آئے گی جب اپنے قبیلے اور گروہ کا تعصب اس قدر شدید ہو جائے کہ سارے ذاتی اختلافات بھلا کر کسی مشترکہ دشمن کے خلاف اس طرح سے متحد ہوں کہ اپنی برائی اور عیب پر بھی فخر کرنے لگیں تو پھر قومیں اللہ کے قرآن کے مطابق عذاب کو دعوت دیتی ہیں اور پھر ملیا میٹ ہو جاتی ہیں۔

<u>ضروری اعلان</u>

جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور کی توسیع جاری وساری ہے۔ الحمد اللہ قالب ہونے کے بعد لینٹر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ مخیر جماعتی احباب سے گزارش ہے کہ وہ تعاون کے سلسلہ میں بھرپور توجہ فرمائیں تاکہ مسجد ومدرسہ کی تعمیر کا کام جلد پایہ تکمیل تک پہنچ سکے۔ [رابطہ: حافظ عبدالرحمن نعیم سرپرست جامع مسجد رحمانیہ وجامعہ عمر بن خطاب ؓ شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور 0321-4681283/042-36861370/012-0025831]

<u>ضرورت رشتہ</u>

ایک 31/32 سالہ نوجوان برسر روزگار کے لیے رشتہ درکار ہے ماحول اچھا اور اہل توحید اور اہلحدیث ہیں۔ اگرچہ ہم اہلحدیث کے نام سے معروف نہیں ہیں۔ ہم پلہ سلفی خاندان سے دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے۔

[ڈاکٹر شیخ محمد شفیع شیخ 679 کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور]

<u>سیرت امام اعظم ﷺ</u>

مرکز نداء الاسلام محلہ اسلام پورہ کھڈیاں خاص میں 27 جولائی بروز منگل سیرت امام اعظم ﷺ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

جس میں قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی، حضرت مولانا منظور احمد مولا یوسف پسروری، حضرت مولانا عمران شریف الہ آبادی خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

[حافظ عبدالرشید ساجد، میر مرکز نداء الاسلام کھڈیاں خاص ضلع قصور]

شب برأت پر ایک مکالمہ

عنایت اللہ امین، مدرس راجووال

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے، یہ ایک مبارک مہینہ ہے "ذاک شهر مبارک یغفل الناس عنه بین رجب ورمضان وهو شهر ترفع فیه الاعمال الی رب العالمین."

لوگ ماہ شعبان کی برکتوں سے غافل ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں لوگوں کے اعمال اللہ کے ہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے تو آپ ﷺ اس مہینہ میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: "احب ان یرفع عملی وانا صائم" تج سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہینہ بزرگی والا اور اللہ کی ایک نعمت ہے جس کے تمام دن اور راتیں اجر و ثواب میں یکساں ہیں۔

بدعات:

اکثر جاہل لوگ پندرہ شعبان کی رات کو نفلی نماز کا اہتمام کرتے ہیں جسے صلوۃ الفیہ کہا جاتا ہے کہ دن کو روزہ رات کو تسبیح نماز و دیگر خرافات حلوہ پوڑی آتشبازی کا شور شرابہ ضروری سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ اس ماہ کے آخر میں استقبالی یا اسلامی کا روزہ رکھتے ہیں یہ تمام غیر شرعی امور ہیں جن سے بچنا ہمارے لیے ازحد ضروری ہے۔

مکالمہ:

رفیق اور شفیق دو گہرے دوست ہیں۔ رفیق عالم دین ہے مگر شفیق کم علم ہے شفیق کی شادی ایک ایسے گھر میں ہوئی جو نام کے مسلمان مگر خلاف شرع رسم و رواج کے پابند ہیں۔ شفیق کی بیوی سلیقہ شعار، نیک بخت گھریلو ماحول کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے والی مگر دل و دماغ پر والدین کی تہذیب و تربیت کا اثر غالب ہے ایک دن رفیق اپنے دوست شفیق کو ملنے آئے اور شفیق کو بڑا فکر مند اور غمگین پایا، رفیق نے پوچھا شفیق بھائی کیوں پریشان ہو؟ طبیعت تو ٹھیک ہے؟

شفیق کہتا ہے الحمد للہ پھر اداسی کیوں؟ شفیق نے کہا میری شادی کے بعد یہ پہلا شعبان کا مہینہ آیا ہے شب برأت قریب ہے میری آمدنی کم ہے اس کے مصارف کیسے برداشت کروں۔

رفیق: شفیق بھائی اس مہینے میں خرچ کیا ہے شب برأت آرہی ہے تو آنے دو تم کیوں پریشان ہو؟

شفیق: مولوی صاحب خرچ کیوں نہیں، بیوی بار بار تقاضا کر رہی ہے کہ شب برأت میں ایک ہفتہ رہ گیا ہے ہمارے گھر میں ابھی کوئی انتظام نہیں۔ نہ سوجی، نہ گھی، نہ میدہ، نہ چینی، نہ میوہ جات حلوہ کیسے بنے گا اور نہ ہی گھر میں چاول ہیں۔ دیگر پٹاخے آتشبازی کا سامان بھی نہیں، آتشبازی کے لیے تو میں بچوں کو سمجھا لوں گا کہ اس میں فضول خرچی ہے لیکن باقی چیزوں کا انتظام ضروری ہے۔ ورنہ سال بھر کے بعد بزرگوں کی روحیں گھر میں ہمیں آکر کہیں گی بیوی کہتی ہے کہ میرے والد شب برأت کا چاند دیکھتے ہی سب چیزیں گھر میں لاکر رکھ دیتے تھے، اندر سے باہر تک پورے گھر کی لپائی سفیدی اور روشنی کا انتظام ہوتا تھا۔ بتاؤ یہ سب چیزیں بغیر خرچ کے کیسے آئیں گی۔

رفیق: میں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری بیوی سمجھدار اور دیندار ہوگی لیکن تمہاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے سسرال بڑے بدعقیدہ لوگ ہیں، بیوی کو سمجھاؤ کہ یہ تمام امور غیر شرعی ہیں۔

شفیق: عورتوں کو سمجھانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو کام ان کے باپ دادا عرصے سے کر رہے ہوں اور وہ اس کو چھوڑنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ اگر آپ تکلیف کر کے اس کو سمجھا دیں تو مہربانی ہوگی۔

رفیق: چلو میں سمجھا دیتا ہوں۔

شفیق: شفیق نے جلدی سے اپنے گھر میں پردے کا انتظام کیا اور محلے کی عورتوں کو بھی دعوت دے دی سب ایک گھر میں جمع ہو گئیں۔

وعظ و نصیحت:

مولوی رفیق صاحب نے احسن انداز میں پرجوش وعظ فرمایا اپنے وعظ کا آغاز اس آیت کریمہ سے کیا: "هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ٥"

اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ان پڑھ اور بے علم لوگوں میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پڑھوں کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کے دلوں کو

...ے خیالات اور غلط عقیدے سے پاک کرتا ہے اور ان کو حکمت کی باتیں سکھاتا ہے آپ ﷺ کی آمد سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے، میری اسلامی بہنوں جب اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے اور اپنی رضامندی کا صحیح راستہ بتانے کے لیے اپنا ایک رسول بھیجا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دیا اور بتایا وہی سچا دین اور سیدھا راستہ ہے اور اسی میں اللہ کی رضامندی ہے۔ باقی سب غلط کام ہیں، کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا علامہ، فہامہ ہو تو عقل وفہم کے اعتبار سے چاہے وہ اپنے وقت کا حاکم اور جید عالم ہی کیوں نہ ہو، لیکن دین کے متعلق اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں ہو سکتی جب تک اس کی تصدیق اللہ اور اس کے رسول کے کلام سے نہ ہو جائے۔ ہم اگر اپنی عقل سے کسی بات کو کار ثواب سمجھیں اور یہ خیال ہو کہ اللہ اس پر راضی ہوگا وہ کام ہمارے سمجھنے سے دین اور موجب ثواب نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں تو شعبان یا شب برأت کے متعلق کوئی ذکر نہیں۔ البتہ بعض لوگ کم علمی کی بنا پر سورۃ دخان کی آیت "انا انزلنه فی لیلة مبارکة" سے شب برأت کی رات مراد لیتے ہیں۔ لیکن یہ تفسیر بالرائے ہے تمام محدثین کے نزدیک یہ تفسیر غلط ہے۔

کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں یہ واضح ہے کہ

: "شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن" قرآن رمضان میں نازل ہوا ہے اور رمضان کی بابرکت لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ "انا انزلنه فی لیلة القدر" اس سے شعبان اور سب برأت مراد لینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

سورہ دخان کی آیت "لیلة مبارکة" سے مراد لیلۃ القدر ہی ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی اس آیت سے شب برأت کی کوئی فضیلت ثابت نہیں باقی حدیثوں میں ماہ شعبان کی فضیلت کا ذکر ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ بعض دفعہ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے، صرف پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا خلاف سنت ہے۔ اسی طرح شعبان کی پندرویں رات کی کوئی خاص نماز یا عمل صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ شب برأت میں مردے قبروں میں اپنے اپنے رشتے داروں کا انتظار کرتے ہیں جن کے رشتے دار قبروں پہ جاتے ہیں مردے خوش ہوتے ہیں اور جن کا کوئی عزیز دعا یا زیارت کے لیے نہ جائے تو مردے پریشان ہوتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔ قبروں کی زیارت اور مردوں کے لیے دعا کرنے کے لیے کوئی مہینہ، دن اور رات خاص نہیں۔ جب کوئی چاہے جا سکتا ہے۔ اسی طرح عوام الناس میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس رات مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں واپس آتی ہیں یاد رکھو روحوں کے آنے کا عقیدہ بالکل غلط اور ہندوانہ عقیدہ ہے۔ شب برأت کی رات یا جمعرات یا عرفہ کی رات روحوں کا واپس آنا غلط نظریہ ہے کیونکہ نیک روحیں جنتی مہمان ہیں، جنت کو چھوڑ کر دنیا میں کون آتا ہے اور بدروحیں جہنم میں قیدی ہیں اور قیدیوں کو دنیاوی قید خانے سے کوئی واپس نہیں آنے دیتا پھر جہنم سے واپس آنا چہ معنی وارد بعض لوگوں کو آیت سے دھوکہ لگا ہے۔ "تنزل الملئكة والروح." کہ اس رات فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں یہاں روح سے مراد جبرائیل فرشتہ ہے نہ کہ انسانی روح مزید اسکی وضاحت دوسری آیت میں ہے:

"قل نزله روح القدس من ربک" اور "نزل به الروح الامین○ تعرج الملئكة والروح الیه ○"

ان آیات مبارکہ میں روح سے مراد جبریل فرشتہ ہے حدیث بھی ہے۔ "اذا كانت ليلة القدر نزل جبريل عليه السلام فی كبكبة من الملئكة" یعنی لیلۃ القدر میں حضرت جبریل دیگر فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں۔ یہاں روحوں سے مراد انسانی روح لینا محض جہالت اور قرآن وحدیث کی مخالفت ہے۔ لہٰذا ہم کو اپنی عقل سے دین کے کاموں میں کچھ گھٹانا یا بڑھانا نہیں چاہیے۔ ورنہ بجائے ثواب کے ہم اللہ کے ہاں مجرم ٹھہریں گے۔

مولوی صاحب کے وعظ ونصیحت سے حاضرین نے بہت اثر لیا، عورتوں نے تو اسی وقت توبہ کی اور مولوی صاحب سے عہد کیا کہ ہم ان تمام رسموں کو چھوڑ دیں گے جو آج تک ہم کرتے رہے اور جو کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ثابت ہے، ہم وہی کریں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[ماخوذ از: احکام شب برأت؛ مرتب ابو محمد عبدالغفار دہلویؒ]

توجہ فرمائیں

فاضل نوجوان واعظ شیریں بیان مولانا احمد علی توحیدی آف گوجرانوالہ جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور میں مستقل خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مولانا یحییٰ قاسم رحمانیہ مسجد کی امامت وخطابت سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ تمام احباب مطلع رہیں۔

[منجانب: انتظامیہ جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث شوالہ چوک سنگھ پورہ لاہور]

شرعی وخود ساختہ نظام عدل کا جائزہ

عطا محمد جنجوعہ .... قسط نمبر: 1

عدل کے لغوی معنی مساوات اور انصاف کے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے کا نام عدل ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے رنگ ونسل، زبان اور مذہب کا امتیاز کیے بغیر عدل وانصاف کے میزان کو برقرار رکھا۔ اللہ کے نظام عدل سے متاثر ہو کر بے شمار لوگ اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ خلفائے راشدین کے بعد خلافت علی منہاج نبوت کے عدالتی اوصاف تدریجی انداز سے زوال پذیر ہوئے۔ تاہم عوام کی عزت، جان ومال کو تحفظ حاصل رہا۔ اگر کوئی شخص طاقت کے نشہ میں سرشار ہو کر ظلم وجبر پر اتر آتا تو خلیفہ وقت اسے عبرت ناک سزا دیتا۔

عباسی دور خلافت میں ایک موذن کپڑے سی کر روزی کماتا تھا، اس کی گلی میں ترک امیر کا گھر تھا۔ ایک دن شام کے وقت ترک مدہوشی میں ایک عورت کو زبردستی کھینچ رہا تھا۔ وہ عورت فریاد کر رہی تھی، موذن نے چند ساتھیوں کی مدد سے مزاحمت کی لیکن اس کے غلاموں نے زدوکوب کر کے بھگا دیا۔ مناسب غور وفکر کے بعد منارہ پر چڑھ کر بے وقت اذان دی، ترک نے اسے فجر کی اذان سمجھ کر عورت کو گھر سے نکال دیا۔ خلیفہ معتصم باللہ جاگ اٹھا، خلیفہ کے آدمی موذن کو پکڑ کر لے گئے۔ تو اس نے خلیفہ کو سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر خلیفہ نے اسی وقت سو آدمی روانہ کیے جو فوراً اسے گرفتار کر کے لے آئے تو اس سے غضب ناک ہوا، خلیفہ معتصم باللہ نے کہا: میرا عہد اور دینداری میں یہ فسق؟ کیا میں وہی نہیں ہوں جس نے روم کے لشکر کو مار بھگایا، قیصر کو شکست دی، آج میرے عدل و دبدبے کے باعث بھیڑ اور بھیڑیا ایک جگہ پانی پی رہے ہیں، تجھے یہ جرات کیونکر ہوئی کہ تو ایک عورت کو زبردستی پکڑے؟ لوگ تجھے نیک عملی کی تلقین کریں اور تو ان کو زدوکوب کرو۔ اس کے بعد اس امیر کو ایک بورے میں ڈالا گیا کس کر باندھ دیا گیا، پھر لاٹھیاں مار مار کر اس کی ہڈیاں چورہ چورہ کر دی گئیں، پھر اس بورے کو دجلہ میں پھینک دیا گیا۔"

[ماخذ: اللہ کا نظام عدل، 621 از مولانا حمید عباسی]

بلاشبہ وہ حکومت کے باغیوں کے مقابلے میں نرمی روا نہ رکھتے تھے لیکن وہ عام رعایا کے لیے عادل تھے۔ خلافت اسلامیہ کے دور میں چند مختار مسلم ریاستیں قائم ہوئیں، تاہم ان کی عدالتوں میں بھی اسلامی قانون نافذ تھا۔ البتہ یورپی اقوام جن جن مسلم ریاستوں پر قابض ہوئے، انہوں نے شرعی نظام عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل خود ساختہ نظام عدل نافذ کیا۔

سید مودودی نے اعتراف کیا ہے "اسلامی شریعت کی تنسیخ کا سلسلہ سب سے پہلے ہندوستان میں شروع ہوا، جہاں انگریز تسلط کے بعد بھی ایک مدت تک شریعت ہی کو قانون کی حیثیت حاصل تھی، چنانچہ 1791ء تک اس ملک میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا، مگر اس کے بعد انگریز حکومت نے بتدریج اسلامی قوانین کو دوسرے قوانین سے بدلنا شروع کیا۔

یہاں تک کہ انیسوی صدی کے وسط تک پہنچتے پہنچتے پوری شریعت منسوخ ہوگئی، اس کا صرف وہ حصہ مسلمانوں کے پرسنل لاء کی حیثیت سے باقی رہنے دیا گیا، جو نکاح، طلاق وغیرہ مسائل سے متعلق تھا۔ مصری حکومت نے 1874ء میں اپنے قانونی نظام کو فرنچ کوڈ کے مطابق بدل لیا اور محض نکاح طلاق اور وراثت وغیرہ کے مسائل قاضیوں کے دائرہ اختیار میں چھوڑ دیے گئے، اس کے بعد ترکی اور البانیہ نے ایک قدم آگے بڑھا کر مسلمانوں کے پرسنل لاء میں بھی وہ کھلی کھلی تحریفات کر ڈالیں جن کی جرات کوئی مسلم حکومت بھی نہ کر سکی تھی۔"

سید صاحب تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اب صرف افغانستان اور سعودی عرب دو ہی ملک دنیا میں ایسے رہ گئے ہیں جہاں شریعت کو ملکی قانون کی حیثیت حاصل ہے اگرچہ شریعت کی روح وہاں سے بھی غائب ہے۔" [تحریک آزادی ہند اور مسلمان، حصہ سوم ص 337]

افغانستان میں رائج شرعی نظام صیہونی تنظیم کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ امریکہ نے نائن الیون کا بہانہ تراش کر افغانستان پر حملہ کر دیا۔ کابل پر قابض ہو کر اسلام کا معاشی، سیاسی دور، عدالتی نظام عدل کو درہم برہم کر دیا اور اس کے متبادل سیکولر نظام نافذ کر دیا۔ افغانستان سے ملحقہ پاکستان کی ریاست سوات میں شرعی نظام عدل کی روح باقی تھی۔ [جاری ہے]

WEEKLY LAHORE

TANZEEM AHL-E-HADITH

(042) 5854010 فون مرکز

(042) 6581025 فون مرکزی دفتر تنظیم اہلحدیث

C.P.L - 104